مسلم پرسنل لا بیداری مہم - کیوں اور کیسے؟

کنسپٹ پیپر Concept Paper

ہندوستان میں مسلم پرسنل لا (اسلام کا عائلی قانون) اگر ایک طرف خارجی حملوں کی زد میں ہے تو دوسری طرف اسے داخلی طور پر چیلنج کا سامنا ہے۔ بیرونی حملوں میں سے ایک کا تعلق عدالتوں کے ذریعہ ہونے والے شریعت مخالف فیصلوں سے ہے، جو قانون کا درجہ اختیار کر لیتے ہیں تو دوسری طرف مقنّنہ (پارلیمنٹ اور اسمبلیوں) کے ذریعہ کی جانے والی شریعت مخالف قانون سازیاں ہیں۔ تیسری طرف دستور ہند کی دفعہ چوالیس (۴۴) ہے، جس کا حوالہ دے کر کبھی عدالتیں تو کبھی مرکزی حکومت اور بعض سیاسی پارٹیاں یکساں سول کوڈ کا ہوّا کھڑی کرتی ہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ان تمام حملوں کا کامیاب دفاع ممکن ہے، بشرطیکہ وہ خود شریعت پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں، ان کا معاشرہ شرعی قانون کی خلاف ورزی نہ کر رہا ہو اور وہ عائلی زندگی سے متعلق اپنے تنازعات کو ملکی عدالتوں کے بجائے دارالقضاء، شرعی پنچایتوں اور کونسلنگ سنٹرس کے ذریعہ حل کرنے لگیں۔ اسی طرح مسلم معاشرہ نکاح، طلاق، وراثت، مہر و نفقہ اور مسلم پرسنل لا سے متعلق دیگر امور میں مکمل طور پر شریعت پر گام زن ہو تو وہ نہ صرف امن و سکون کا گہوارہ بن سکتا ہے، بلکہ برادران وطن بھی اسلام کے عائلی قانون کی افادیت، فطرت انسانی سے اس کی مطابقت اور انسانی زندگی میں اس کے ثمرات سے واقف ہو کر اس سے متاثر ہو سکتے ہیں۔

لیکن بد قسمتی سے مسلم معاشرہ میں بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کی جاتی ہے، عورتوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کو روا رکھا جاتا ہے اور ان کے حقوق ادا نہیں کیے جاتے، پھر جب عائلی تنازعات سر ابھارتے ہیں تو ان کو آپس میں بیٹھ کر یا دارالقضاء اور شرعی عدالتوں سے سلجھانے کے بجائے ملکی عدالتوں کا رخ کیا جاتا ہے، جہاں کافی رقم خرچ کر کے اور برسوں تک مقدمہ بازی کے بعد شریعت مخالف فیصلہ کروا کے نہ صرف شریعت کا مذاق اڑایا جاتا ہے، بلکہ دوسروں کو اسلامی شریعت کے منصفانہ قانون پر انگلی اٹھانے کا موقع فراہم کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا قانون شریعت سے عدم واقفیت ہو یا اس کی کھلّم کھلّا خلاف ورزی، یا ہندو تہذیب کے اختلاط سے پیدا ہونے والی معاشرتی خرابیاں (جہیز، تلک، بارات اور شادی بیاہ کی بے جا رسومات اور اسراف وغیرہ) یہ وہ داخلی مسائل ہیں جنہوں نے شریعت کو خارجی حملوں کے مقابلے میں زیادہ نقصان پہنچایا ہے، بلکہ بعض خارجی حملے، داخلی بداعمالیوں، شریعت سے عدم واقفیت یا اس کی خلاف ورزی کی ہی پیداوار ہیں۔

عدالتوں کے ذریعہ حکومت سے یکساں سول کوڈ کے نفاذ کا مطالبہ ہو، یا میڈیا کے ذریعہ اسلام کے عائلی قوانین پر ہونے والے حملے، یا اسلام پر صنفی تفریق اور عورتوں کے ساتھ زیادتی کے الزامات، ان کی تہ میں جائیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ دراصل مسلمانوں نے ہی اپنے طرز عمل سے اسلام کو بدنام کیا ہے۔ ملکی معاشرہ میں اس وقت اسلام کی یہ تصویر بن رہی ہے کہ اسلام میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس کے کوئی حقوق نہیں ہیں، مرد جب چاہتے ہیں اسے طلاق دے

کرا لگ کر دیتے ہیں اور ایک طلاق پر اکتفا کرنے کے بجائے تین طلاق دے کر رشتہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیتے ہیں۔ عدت کے بعد اس کے گزارا بھتہ (نفقہ) کی بھی کوئی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوتی۔ اور اگر ان بے سہارا مسلم مطلقہ خواتین کو عدالتوں کے ذریعہ گزارا بھتہ دئے جانے کا فیصلہ ہوتا ہے تو مسلمان اس کے خلاف صف آرا ہو کر پرسنل لا میں مداخلت کی دہائی دینے لگتے ہیں۔ مسلم سماج میں مردوں کو عورتوں پر بالا دستی حاصل ہے۔ مرد کو طلاق کا یک طرفہ اختیار حاصل ہے۔ دستور ہند نے عورت اور مرد کو یکساں حقوق دیے ہیں، جب کہ اسلام عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کم حقوق دیتا ہے۔ وراثت میں اسے مرد کے مقابلے میں آدھے ہی حصے کا حق دار قرار دیا گیا ہے۔ مرد جب چاہتا ہے دوسری شادی کر لیتا ہے، ایک کے بجائے چار چار شادیاں رچاتا ہے اور بیویوں کے درمیان عدل وانصاف نہیں کرتا، وغیرہ۔

درحقیقت مسلمانوں سے مطلوب یہ ہے کہ وہ اللہ کی سرزمین پر اس کا دین قائم کریں۔ وہ اپنی پوری زندگی ہی اللہ کے احکام کے مطابق گزاریں اور ہر لمحہ اس کی رضا ملحوظ رکھیں۔ وہ دیکھیں کہ اس نے کن کاموں کا حکم دیا ہے؟ اور ان پر عمل کریں اور دیکھیں کہ اس نے کن کاموں سے منع کیا ہے اور ان سے باز آجائیں۔ ان کے دین وایمان کا تقاضا ہے کہ وہ زندگی کے تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کی بے چوں وچرا اطاعت کریں۔ اسی طرح ان کی یہ بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایک طرف اللہ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچائیں، انھیں حق سے روشناس کریں اور ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کریں، دوسری طرف مسلم معاشرہ میں جو خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں ان کی اصلاح کی کوشش کریں اور اسلامی تعلیمات واحکام سے روگردانی اور مخالفت کے نتیجے میں اس میں جو انتشار وابتری پیدا ہوگئی ہے اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ دعوتِ دین اور اصلاح معاشرہ اقامت دین کے مشن کے دو اہم اجزا ہیں۔

مسلم پرسنل لا کیا ہے؟

اللہ تعالی نے اپنی کتاب قران مجید اور اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو قانون ہمیں عطا کیا ہے، اس کے مختلف شعبے ہیں۔ اس قانون کا ایک شعبہ انسانی سماج اور معاشرہ سے متعلق ہے، جس پر خاندانی نظام کی بنیاد ہے۔ انہی قوانین کو **عائلی قوانین**، **فیملی لاز** یا **مسلم پرسنل لا** کہا جاتا ہے۔ انگریزوں کے دور حکومت میں مسلمانوں کے مطالبہ پر 1937 میں شریعت اپلیکیشن ایکٹ (Shariat Application Act 1937) منظور کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق نکاح، طلاق، خلع، ظہار، مباراۃ، فسخ نکاح، حق پرورش، ولایت، میراث، وصیت، ہبہ اور شفعہ سے متعلق معاملات میں اگر دونوں فریق مسلمان ہوں تو شریعت محمدی ﷺ کے مطابق ان کا فیصلہ ہوگا، خواہ ان کا عرف اور رواج کچھ ہو، نیز قانون شریعت کو عرف رواج پر بالا دستی حاصل ہوگی۔ دستور ہند کے باب III (بنیادی حقوق) میں عقیدہ ومذہب اور ضمیر کی آزادی کو ایک بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔ یہ دفعہ دراصل مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے۔ مسلم پرسنل لا ان قوانین کا مجموعہ ہے جو قرآن وسنت سے استنباط کرتے ہوئے تشکیل پائے ہیں اور قرآن وسنت کی واضح تعلیمات میں کسی تبدیلی وترمیم کا حق کسی بھی انسان یا انسانی گروہ کو نہیں ہے۔ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو پیش نظر رکھیں، خاص طور پر عائلی زندگی کے بارے میں قرآن وسنت میں جو قوانین بیان کیے گئے ہیں ان پر عمل کریں۔ اسی طرح ان پر یہ بھی

لازم ہے کہ اگران قوانین کے عمل سے ان کو روکنے کی کوشش کی جائے اورانھیں منسوخ کرنے یاان کو بدل دینے کی تحریک چلائی جائے تو وہ ان کی حفاظت کے لیے جدوجہد کریں اوراپنا یہ حق تسلیم کرائیں کہ ملک کے دستور کے مطابق انھیں ان پرعمل کرنے کی آزادی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد سے مسلمانوں کی دینی ،ملی جماعتوں نے یکساں سول کوڈ کی مخالفت اور عدالتوں کے ذریعہ قانون شریعت میں کی جانے والی بے جا مداخلت کے خلاف پوری طاقت اورقوت کے ساتھ تحریک چلائی ہے۔تاہم جتنی قوت اور طاقت کے ساتھ انھیں معاشرہ کی اصلاح، عامۃ المسلمین کو عائلی قوانین واحکام سے واقف کرانے اور قانون شریعت کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کی مخالفت کرنی چاہئے تھی،اس پر خاطرخواہ توجہ نہیں کی جاسکی۔

عائلی قوانین کی خلاف ورزی کی ایک وجہ ان سے عدمِ واقفیت ہے۔ دوسری اہم وجہ اسلام سے دوری ہے۔ ہمارے سماج کا ایک بڑا طبقہ اسلام کی بنیادی اور معاشرتی تعلیمات سے بالکل بیگانہ ہے۔نکاح، طلاق، میراث اور دوسرے عائلی مسائل کے بارے میں اسلامی تصورات،تعلیمات اوراحکام سے اکثر مسلمان ناواقف ہیں۔لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم معاشرہ کی اصلاح وتربیت پرخصوصی توجہ دی جائے۔

موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ اب ہمیں پوری قوت کے ساتھ مسلم معاشرے کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوجانا چاہئے۔امت کو عائلی زندگی سے متعلق احکام اورقوانین سے واقف کرانا چاہئے۔عائلی زندگی میں جو بگاڑ پیدا ہورہا ہے، یا جو کھلی خلاف ورزیاں ہورہی ہیں،ان کے ازالہ کی تدابیر اختیار کرنی چاہییں۔مسلمانوں کواس بات پر آمادہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے عائلی تنازعات کو شریعت کے مطابق اورشرعی عدالتوں کے ذریعہ ہی فیصل کروائیں۔

اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ برادران وطن کو عائلی زندگی سے متعلق اسلامی قانون سے اس طرح واقف کرایا جائے کہ ان پراس کا مطابق فطرت ہونا واضح ہوسکے۔ نیز وہ یہ جان لیں کہ مسلم پرسنل لا،اخلاق ومحبت،عدل وتوازن کا قانون ہے جو ازدواجی زندگی کو مسرتوں سے مالامال کرتا ہے،صحت مند خاندان وجود میں لاتا ہے اور پاکیزہ معاشرہ تعمیر کرتا ہے۔یہ قانون عورتوں کی عفت وعصمت اوران کے حقوق کا محافظ ہے۔نیزان کی فطری آزادی کا بھی پاسبان ہے۔توقع ہے کہ اس کے بعدوہ یکساں سول کوڈ جیسے نامعقول مطالبہ کی حمایت نہ کریں گے۔

اگر مسلمانوں کو اسلام کے عائلی قوانین اور احکام سے کما حقہ واقف کرا دیا جائے،مسلمان شرعی قانون کی خلاف ورزیوں سے گریز کرنے لگیں اوران کی زندگیاں قانون شریعت کے مطابق گزرنے لگیں تو ایک مستحکم خاندان اورایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا جس کی برکات سے دیگراہل ملک بھی مستفید ہوسکیں گے۔

جماعت اسلامی ہند کی جانب سے چلائی جانے والی مسلم پرسنل لا بیداری مہم مذکورہ بالا مقاصد کے حصول میں ان شاءاللہ مفید ومعاون ہوگی۔